باب ششم

سابقون الاوّلون کی پہلے چھ ماہ میں قرآنی تربیت سے فیض یابی

باب ششم

سابقون الاوّلون کی پہلے چھ ماہ میں قرآنی تربیت سے فیض یابی

کارِ نبوت کے آغاز میں اب سُوۡرَۃُ الۡاَعۡلٰی کے ذریعے تسبیح کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے، آج جب ہم نبی ﷺ سے ڈیڑھ ہزار برسوں کی دوری پر کھڑے ہیں تو مروجہ روایتی اسلام میں تسبیح کا مطلب عوام اس کے سوا کچھ نہیں جانتے کہ تسبیح کے دانوں پر سبحان اللہ، سبحان اللہ کر لیا جائے یا پھر انگلیوں کے پوروں پر اس کو دہرا لیا جائے۔ جب کہ اُس وقت سبحان اللہ کہنے والا بھی جانتا تھا اور سننے والے بھی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ "اللہ پاک ہے"۔ اللہ کس بات سے پاک ہے؟ نعوذ باللہ کیا کسی ظاہری گندگی سے پاکی کا اعلان ہے؟ نہیں، ہر کوئی جانتا ہے کہ اللہ کو کوئی گندگی نہیں لگتی۔ اللہ کے لیے اُس شرک سے پاکی کا اعلان ہے جو لوگ اُس کی طرف منسوب کرتے ہیں سبحان اللہ تعالیٰ عما یشرکون۔ اُس نے اپنا کوئی شریک نہیں بنایا، نہ کسی کو بیٹا بنایا نہ کسی کو بیٹی، نہ ہی اپنی ذات کے کسی حصے سے کسی کو پیدا کیا۔ اہلِ مکّہ نے جو لات، منات عزّیٰ اور ہُبل کے بت رکھے ہوئے تھے، تسبیح اِس کا اعلان تھی کہ وہ کسی کام کے نہیں، نفع نقصان پہنچانے میں اُن کا کوئی دخل نہیں ہے، اللہ کی پیدا کردہ کائنات و سلطنت ایسے شریکوں کی شرکت سے پاک ہے۔ ایک ہی حاکمِ اعلیٰ ہے اور ایک اللہ ہی کی ذات ہے جس کی بے چون و چرا اطاعت لازمی ہے۔

سبحان اللہ کہنے کا صاف مطلب یہ تھا کہ: اے مکہ کے سردارو! اللہ اس بات سے پاک ہے کہ تم کو حاکمیت، قانون سازی اور مطاع ہونے کے اختیارات میں شریک کر لے۔ اللہ کے پیدا کیے ہوئے انسانوں [مراد ہیں اہلِ الملا: صاحبانِ سرمایہ، عزت و اقتدار] سے فرماں روائی اور اُلوہیت کے سارے حقوق چھین کر صرف ایک اللہ کے لیے مخصوص کرنے کا اعلان سبحان اللہ کی ہر صدا میں موجود تھا، جس طرح جب دورانِ نماز امام غلطی کرتا ہے تو سبحان اللہ کہنا اس کا اعلان ہوتا ہے کہ کوئی غلطی ہو گئی، اور غلطی تو انسان سے ممکن ہے کہ صرف باری تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے جو ہر غلطی سے پاک ہے۔ سبحان اللہ کہنے کی تاکید کا مکّہ کے ماحول میں یہ مطلب اور اعلان تھا کہ اے فرماں روائی

کے منصب پر براجمان سردار و اور لیڈر و اللہ اِس غلطی سے پاک ہے کہ وہ تمھیں حاکمیت و قانون سازی کے اختیارات دے دے اور تم کو واجب الاطاعت قرار دے۔

اس سورۃ میں آپؐ کو ہدایت کی جارہی ہے کہ جب آپ پر جبرائیل امین قرآن نازل کر رہے ہوں تو اس کو بھول جانے کے خوف سے نہ دہرایئے اِسے آپ کو حفظ کرا دینا ہمارا (اللہ کا) کام ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے متبعین کی زبانیں تسبیح و ذکر سے تر رہیں، تزکیے کی فکر ہو، نماز کی ادائگی کا اہتمام ہو کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے، یہ بات گرہ میں باندھ لی جائے کہ اس کے بغیر اللہ کے دین پر نہیں چلا جاسکتا۔

۶: سُوۡرَۃُ الۡاَعۡلٰی [۸۷—۳۰:عمَّ]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی ۪ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِیۡ قَدَّرَ فَہَدٰی ۪ۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ
الۡمَرۡعٰی ۪ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحۡوٰی ؕ﴿۵﴾ سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی ۙ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ؕ اِنَّہٗ یَعۡلَمُ الۡجَہۡرَ وَ مَا
یَخۡفٰی ؕ﴿۷﴾ وَ نُیَسِّرُکَ لِلۡیُسۡرٰی ۚ﴿ۖ۸﴾ فَذَکِّرۡ اِنۡ نَّفَعَتِ الذِّکۡرٰی ؕ﴿۹﴾ سَیَذَّکَّرُ مَنۡ یَّخۡشٰی ۙ﴿۱۰﴾ وَ یَتَجَنَّبُہَا
الۡاَشۡقَی ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِیۡ یَصۡلَی النَّارَ الۡکُبۡرٰی ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا یَمُوۡتُ فِیۡہَا وَ لَا یَحۡیٰی ؕ﴿۱۳﴾ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی ۙ﴿۱۴﴾ وَ ذَکَرَ اسۡمَ رَبِّہٖ
فَصَلّٰی ؕ﴿۱۵﴾ بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ۫ۖ﴿۱۶﴾ وَ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی ؕ﴿۱۷﴾ اِنَّ ہٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ۙ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ
مُوۡسٰی ﴿۱۹﴾ ع

مفہوم آیات

اے نبیؐ! اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسُب قائم کیا، جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی، جس نے نباتات اگائیں پھر اُن کو سیاہ کُوڑا کرکٹ بنا دیا۔

ہم تمھیں پڑھوا دیں گے، پھر تم نہیں بھولو گے سوائے اُس کے جو اللہ چاہے، وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ پوشیدہ ہے اُس کو بھی۔

اور ہم تمھیں آسان طریقے کی سہولت دیتے ہیں، لہٰذا تم نصیحت کرو جب بھی نصیحت کے موثر و نافع ہونے کا موقع ہو۔ جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کر لے گا، اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بد

بخت جو بڑی آگ میں جائے گا، پھر نہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔

فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی۔ مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔ یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی، ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں۔

آسمانی ادب [تسبیح کا حکم، تزکیے، اللہ کے ذکر اور نماز کا حکم] سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی سے ماخوذ

اے کہ تبلیغِ دین پر مامور لوگو!

جان لو اور خوب کہو "سبحان اللہ" کہ تمھارا رب ---- بزرگ و برتر

مبرّا و پاک ہے اُن سارے شریکوں سے اور غلط تصورات سے

جو اُس کے بارے میں لوگوں (اہلِ مکہ) نے گھڑ لیے اور اپنے باپ دادا سے پائے ہیں

تمھارا رب بزرگ و برتر

اس کائنات کا خالق،

کائنات ساری کی ساری

تمام اجزا میں ایک حسین تناسب اور امتزاج کے ساتھ

اسی خالق نے تو بنائی ہے!

وہ خالق جس نے ہر چیز پیدا کی ایک ڈیزائن اور منصوبے (تقدیر) کے ساتھ

وہی تو اُس منصوبے (تقدیر) کو تکمیل کی راہ دکھاتا ہے۔

[جیسا کہ اللہ نے راہ دکھائی چاند کو نکلنے، سورج کو ڈوبنے، مچھلی کو تیرنے، چڑیا کو اڑنے، انسان کو سوچنے اور بولنے کی --]

ایک عام مشاہدے کی بات ---- دیکھو اللہ ہی تو ہے جو یہ نباتات اور فصلیں اگاتا ہے

پھر اُن کو سیاہ کُوڑا کرکٹ بنا دیتا ہے۔

اسی طرح ایک دن ساری تخلیق اپنے منصوبے کے مطابق کام انجام دے کر بھس بن جائے گی!

اے کہ تبلیغِ دین پر مامور ہمارے نبی!

ہم یہ قرآن تمھیں یاد کرادیں گے اس طرح کہ پھر تم بھولو گے نہیں

سوائے قرآن کے اُس حصے کے جو اللہ خود تمھیں بھلانا چاہے

وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ پوشیدہ ہے اُس کو بھی جانتا ہے۔

اور جو ہماری راہ میں چلے گا اُس کو آسانی مہیا کریں گے

پس لوگوں کو اچھی باتوں کی نصیحت کرو، نصیحت تو ضرور نفع بخش ہوتی ہے۔

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ نصیحت ضرور قبول کرلے گا

جو انتہائی بدبخت ہو گا وہ تمھاری نصیحت سے سرکشی کرے گا

پھر بڑی آگ میں ڈالا جائے گا،----- نہ وہاں اس میں مرے گا اور نہ جینے کا مزہ پائے گا۔

کام یاب ہے وہ شخص جس نے پاکیزگی اختیار کی

اپنے رب کا نام لیتا رہا، اُس کو ہر دم یاد رکھا پھر نماز پڑھی۔

مگر تم لوگ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو!

حالاں کہ آخرت تو بہت بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے!

یہ کوئی نئی بات نہیں

یہی بات آسمان سے نازل ہوئی پہلی کتابوں میں بھی کہی گئی تھی

ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحیفوں میں۔

☆☆☆☆

سُوۡرَۃُ الۡاَعۡلٰی کے بعد سُوۡرَۃُ الۡعَصۡر نازل ہوئی جو قرآن حکیم کی مختصر ترین سورتوں میں سے ایک ہے، جس کے بارے میں بعض علما کا قول ہے کہ صرف یہ ہی انسانوں کی ہدایت کے لیے کافی ہے[36]۔ غور فرمائیں کہ جب دین اسلام کی بنیادیں اللہ کا آخری نبی رکھ رہا تھا تو کس طرح اُس کی اور اُس کے ساتھیوں کی اللہ تبارک و تعالیٰ تربیت فرما رہے تھے۔ اُن کے سامنے بس زندگی کا ایک ہی مقصد تھا کہ ایمانِ خالص، نیک اعمال اور حق پر جمنا، اُس کی تبلیغ اور ساتھیوں کو بھی جماؤ کی تلقین۔ اِن اوصاف کے ساتھ نبی ﷺ کی ٹیم روزِ اوّل سے تیار ہوئی اور وہ پھر اس زمین پر ایک تاریخ ساز انقلاب لانے میں کام یاب ہوئی۔

۷: سُوۡرَۃُ الۡعَصۡر [۱۰۳—۳۰:عَمَّ]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَ الۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ٪﴿۳﴾

آسمانی ادب [لوازمِ نجات] سُوۡرَۃُ الۡعَصۡر سے ماخوذ

ہر گزرتی گھڑی کیا،--لمحہ لمحہ اس بات پر گواہ ہے کہ
بلا شبہ انسان بڑے نقصان میں ہے
سوائے اُن لوگوں کے جو
ایمان لائے
نیک اعمال کرتے رہے
اور ایک دوسرے کو اچھی باتوں کی نصیحت
اور اس نیکی پر چلنے کی راہ میں آنے والے مصائب اور پریشانیوں پر
ایک دوسرے کو جمے رہنے کی تلقین کرتے رہے

☆☆☆☆

۳۶ لولم ینزل من القرآن سواھا لکفت الناس اگر قرانِ حکیم میں اس سورہ مبارکہ کے سوا اور کچھ بھی نازل نہ ہوتا تو صرف یہی ایک سورۃ انسانوں کی ہدایت کے لیے کافی ہوتی۔[قول امام شافعیؒ، بحوالہ تفسیر محمد عبدہ]۔ راقم کا خیال ہے کہ قرآن کی ایک ایک آیت انتہائی اہم ہے اور کسی ایک کی بھی کمی انسانوں کی ہدایت کو تشنہ رکھتی، [چہ جائے کہ اِس ایک سورت کے علاوہ پورا قرآن] اَغلباً یہ بات امام شافعیؒ کی جانب غلط منسوب ہے یا پوری بات جس طرح کہی گئی ہوگی وہ رپورٹ نہیں ہوئی۔

سُوْرَةُ الْعَصْرِ کے بعد اس مختصر سے گروہ کے سامنے اب سُوْرَةُ الْعٰدِیٰت اُتاری گئی ہے۔ وفاداری کی تعلیم دی جارہی ہے کہ آنے والے دنوں میں اس ٹیم کو اپنے رب کے سامنے باطل سے مقابلہ کرتے ہوئے وفاداری کا ثبوت دینا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تیار ہونے والی ٹیم کے دل سے دنیا کی محبت کم کر کے اور دنیا کو بے حقیقت بنا کر رکھنا تھا تاکہ زُہد و تقویٰ سے معمور ایک ایسا گروہ تیار ہو جائے جو اپنے رب سے ملاقات کا بے گماں یقین رکھتا ہو۔

۸: سُوْرَةُ الْعٰدِیٰت [۱۰۰—۳۰:عمّ]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ الْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝۱ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝۲ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝۳ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝۴
فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝۵ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝۶ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝۷ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝۸ اَفَلَا
يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝۹ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝۱۰ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝۱۱

آسمانی ادب [وفاداری کی تعلیم] سُوْرَةُ الْعٰدِیٰت سے ماخوذ

ذرا اپنے وفاداروں کو دیکھو
اپنے وفادار گھوڑوں کو دیکھو
تمھارا کھاتے ہیں تو پھر کس طرح تمھارا حکم بجالاتے ہیں
تمھاری خاطر دوڑتے ہوئے پھنکاریں مارتے ہوئے
اتنی تیز کہ پتھروں پر چنگاریاں جھاڑتے ہوئے

جب چاہو اُنھیں لے جاؤ
شام ہو یا صبح
سویرے سویرے چھاپہ مارو
پھرتی کے ساتھ، کوئی سستی نہیں
تیزی اتنی کہ گرد و غبار اُڑاتے ہیں

پھر بے خوف اِسی حالت میں دشمنوں کے کسی مجمع کے اندر جا گھستے ہیں

یہ تو ہے گھوڑوں کی اپنے مالک سے وفاداری!

مگر افسوس انسان اپنے رب کا گھوڑے جتنا بھی وفادار نہیں!

حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے

اللہ کو بھلا کر شیطان کی پیروی میں خود اس کی زندگی اور اس میں اس کی مشغولیت اس پر گواہی دیتی ہے

وہ مال و دولت کی محبت میں بُری طرح مبتلا ہے

تو کیا وہ اُس وقت کو نہیں جانتا

جب نکال لی جائیں گی -اور-- زندہ کردی جائیں گی

وہ لاشیں جو قبروں میں دفن کردی گئی تھیں

اور سینوں سے برآمد کرلیا جائے گا

سارے اعمال کے پیچھے نیتوں اور افکار و فلسفوں کا خزانہ

خوب ان کی جانچ پڑتال کی جائے گی!

یقیناً انسان کا رب اُس روز اُس کی خبر لینے کے لیے اُس کے کرتوتوں سے خوب باخبر ہوگا۔

☆☆☆☆

اور اب دیکھیے روح الامین سُوْرَۃُ التَّکَاثُر لے کر نازل ہو رہے ہیں، آخرت کی خاطر، رب کی خاطر جو تحریک چلے اُس میں دنیا کے بندے، دینار و درہم کے بندے کام نہیں کر سکتے۔ روزِ اوّل سے قدسیوں کی مانند صحابہ کی اس ٹیم کو دنیا کی محبت سے دور رکھنا اللہ رب العالمین نے ضروری اور اہم خیال کیا، آج بھی اور مستقبل میں بھی، جب بھی احیائے دین کے لیے کوئی ٹیم اٹھے گی اُس کو یقیناً معیارِ زندگی کی دوڑ سے اجتناب کرنا ہوگا۔ سرمایہ پرستی اور اللہ کی بندگی ایک ساتھ نہیں چلا کرتی ہیں یہ بات مزید اُس وقت واضح ہوئی جب کچھ عرصے بعد سورہ ھمزہ نازل ہوئی۔

۹: سُوْرَةُ التَّكَاثُر [۱۰۲—۳۰:عَمَّ]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۴ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ
عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ ۝۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ ۝۷ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ ۝۸

آسمانی ادب [معیارِ زندگی کی دوڑ سے اجتناب] سُوْرَةُ التَّكَاثُر سے ماخوذ

زیادہ سے زیادہ اور ایک دُوسرے سے بڑھ چڑھ کر
دنیا کمانے کی ہوس نے تم لوگوں کو
اللہ اور آخرت سے غفلت میں ڈال رکھا ہے
یہاں تک کہ اِسی فکر میں کھوئے اور ڈوبے تم قبروں تک پہنچ جاتے ہو
حماقت کی بات ہے، بالکل غلط رویہ ہے
جلد ہی تم کو معلوم ہو جائے گا
تمھارے خیالات اور تمھارا بالکل غلط رَوّیہ
سُنو کہ تمھارے خیالات اور تمھارا بالکل غلط رَوّیہ
عن قریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔
ہر گز نہیں، اگر تمھیں اِس روش کے انجام کا علم ہوتا
تم جانتے ہوتے تو دنیا طلبی کے لیے تمھارا یہ طرزِ عمل ہر گز نہ ہوتا
ایک دن آئے گا تم دوزخ دیکھ کر رہو گے!
سر کی آنکھوں سے تم بالکل یقین کے ساتھ اُسے دیکھ لو گے!
پھر ضرور بالضرور اُس دن تم سے اِن نعمتوں کے بارے میں ----
جو ہم نے تمھیں اس دنیا میں دی تھیں
جن کے لیے تم مرے جاتے تھے اور جن کو تم حاصلِ زندگی جانتے تھے
سنو ضرور بالضرور گِن گِن کے ایک ایک نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا

☆☆☆☆

رسول اللہ ﷺ کی ٹیم ابھی مختصر ہے اور اکثریت نوجوانوں کی ہے۔ فی الحال کوئی کش مکش بھی شروع نہیں ہوئی ہے۔ یہی بہترین موقع تھا کہ ان افراد کو فلسفہ زندگی سمجھا دیا جاتا، جیسا کہ آپ اوپر کی آیات میں دیکھ چکے ہیں کہ سارا زور اس پر ہے کہ دنیا سے بے رغبتی ہو، آخرت پر نظریں جم جائیں، زبانیں تسبیح و ذکر سے تر رہیں، تزکیے کی فکر ہو، نیک اعمال اور پھر اُن پر جما ؤ ہو، اللہ کے دین کے لیے اٹھنے والے، ایک دنیا کو تبدیل کرنے والے گھوڑوں کی مانند چست و تیز رو اور مالک کے وفا دار ہوں، زندگی میں سادگی اتنی ہو کہ زیادہ سامانِ زندگی بوجھ محسوس ہو کہ ایک ایک چیز کا حساب دینا ہے۔ اس دوران دوسرے مسائل نہیں اُٹھائے گئے نہ اُن سے تعرض کیا گیا، سیاسی اقتدار کی منتقلی کا مطالبہ نہیں تھا، نکاح و طلاق کے مسائل، جنگ اور مالِ غنیمت، ڈاڑھی کی مقدار اور پائنچوں کی لمبائی زندگی کے اصلی اِشوز (issues) نہ تھے، اصل اِشوز وہی تھے جن کا اوپر مذکورہ سورتوں میں تذکرہ ہوا۔ جب جب روایتی اسلام کے مقابلے میں نسلی مسلمانوں [عملاً اسلام سے دور، محض نام کے غیر شعوری مسلمان، اس لیے کہ مسلمانوں کے معاشرے میں پیدا ہوئے] کے درمیان حقیقی اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوششیں ہوں گی، اُسی اسلام کی جو اللہ رب العالمین نے اپنے نبی کی طرف بھیجا تھا، تو بالیقین اُسی ترتیب پر افرادِ کار کی ٹریننگ درکار ہوگی جس ترتیب پر روح الامین کی پیہم آمد کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ نے تربیت فرمائی تھی۔

تربیت کا اب ایک نیا انداز سامنے آرہا ہے، یہ بات ذہن نشین رہے کہ نبی ﷺ نے ابھی عام لوگوں کو دین کی دعوت دینی شروع نہیں کی ہے۔ نازل ہونے والی سورتوں کے مخاطب فی الوقت صرف اور صرف یہ چند لوگ ہیں جو ایمان لا چکے ہیں، اِن کو مکّہ کی تاریخ (History)، معیشت (Economy) اور معاشرت (Social Behaviour) سے متعلق کچھ اشارات دیے جا رہے ہیں کہ داعی کو خصوصاً نوجوانوں کو جس ماحول میں وہ کام کر رہے ہوں، وہاں کے تاریخی حقائق کے ساتھ معاشرتی اور معاشی رَووں (Currents) سے لازماً واقف ہونا چاہیے کہ اس کے بغیر آپ اپنے مخاطبین کو نہ سمجھ سکتے ہیں نہ اُن سے بات کر سکتے ہیں۔

پھر یہ علم آپ کو باطل سے مقابلے کا درکار ہوتا ہے۔ جس قامت کے لوگ آپ کے سامنے ہیں، آپ کو اُن سے بات کرنی ہے، جس وقت نبی ﷺ اپنی دعوت دے رہے تھے مکتبی تعلیم بہت محدود تھی، پرنٹنگ پریس کا وجود تک نہ تھا، ایسی لائبریریاں نہ تھیں جہاں ہر موضوع پر لاکھوں کتب

موجود ہوں۔ موجودہ دور کے انداز کی وسیع و عریض یونی ورسٹیاں نہ تھیں، جب یہود نے اپنی علمی برتری کی بنیاد پر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے تاریخی سوالات کرنے شروع کیے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کی معاونت فرمائی۔ ختمِ نبوت کے باعث آج یہ سہولت میسر نہیں ہے چناں چہ اسلام کے احیا کے لیے کام کرنے والے پہلے طبقے کو جو قیادت کا رول ادا کرے گا یقیناً سوشل سائینسز کے علمی میدانوں میں باطل قوتوں کے مقابلے میں لازماً برتری ثابت کرنا ہو گی۔

۱۰: سُوْرَةُ الْفِيْل [۱۰۵ – ۳۰:عَمَّ]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا
اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵

آسمانی ادب [تبلیغِ دین تاریخی، معاشی اور معاشرتی حقائق کے تناظر میں]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کچھ ہی سال پہلے کی تو بات ہے
اور تمھارے درمیان وہ لوگ زندہ موجود ہیں
جنھوں نے پورا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا
کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ
اللہ کے گھر کو مسمار کرنے کے لیے جب ہاتھی والوں نے چڑھائی کی تو
تمھارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا عبرت ناک سلوک کیا؟
ساری شان و شوکت، نفری اور اسلحے کے باوجود
کیا اللہ نے اُن کے سارے منصوبے کو غارت نہیں کر دیا؟
وہ کون تھا جس نے ابرہہ کی اُس بارعب فوج پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیے
جو اُن پر پکی ہوئی مٹّی کی گولیاں پھینک رہے تھے

پھر وہ گر مر کر واپس بھاگ رہے تھے

ساٹھ ہزار کے ساٹھ ہزار، ایک بھی نہ بچا،

اُن کے میدانوں میں پڑے ہوئے لاشے اور جانوروں کے نوچے ہوئے اجسام

زبانِ حال سے کہہ رہے تھے کہ

ایک واحد و قہار اللہ نے اپنے گھر کی حفاظت کی خاطر دشمنوں سے انتقام لے لیا!

اور اُن کا یہ حال کر دیا

جیسے بھوکے جانوروں کا کھایا ہوا بھوسا اِدھر اُدھر بچا پڑا ہو!

☆☆☆☆

١١: سُوْرَةُ قُرَيْش [١٠٦—٣٠:عمّ]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ۚ﴿۲﴾ فَلۡیَعۡبُدُوۡا رب ھٰذَا الۡبَیۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَہُمۡ مِّنۡ
جُوۡعٍ ۬ۙ وَّ اٰمَنَہُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ﴿۴﴾

چونکہ قریش مانوس ہوئے ﴿یعنی﴾ جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس، لہٰذا اُن کو چاہیے کہ اِس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انھیں بھُوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔

آسمانی ادب [ماخوذ مفہوم آیات]

اے قریش کے لوگو!

جب تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ اللہ ہی ہے

جس نے تمھیں بھُوک سے بچا کر کھانے کو دیا

اور بیت اللہ کی قربت کے ناطے خوف سے بچا کر امن عطا کیا

پھر حالتِ امن کے ذریعے

جاڑے اور گرمی کے تجارتی سفروں سے تمھاری تجارتوں کو فروغ بخشا

اور تمھیں فاقہ زدگی سے بچاکر یہ خوش حالی نصیب فرمائی

پھر تو تمھیں اسی کی عبادت کرنی چاہیے!

☆☆☆☆

اسلوب و معانی کے لحاظ سے سُوۡرَۃُ الۡفِیۡل اور قُرَیۡش دونوں سورتیں ایک دوسرے سے انتہائی یکسانیت و مناسبت رکھتی ہیں۔ اتنی کہ گمان ہوتا ہے کہ دو نہیں بلکہ یہ ایک ہی مسلسل سورۃ ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے ایک بار ان دونوں کی مسلسل بلا فصل (دونوں کے درمیان بغیر بسم اللہ کے) تلاوت بھی منقول ہے۔ یہ دونوں سورتیں نزولی ترتیب میں بھی یک جا ہیں اور مصحف میں ان کی توفیقی ترتیبِ تلاوت بھی یکے بعد دیگرے ہے جیسا کہ جامعینِ قرآن نے اس بات کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی تعلیمات کے مطابق ان دونوں کے درمیان تسمیہ (بسم اللہ) رکھ کر ان کو جُدا جُدا سورتوں کی حیثیت میں رکھا۔ اب ان کے بعد اس دور (نبوت کے بالکل ابتدائی دور یعنی سُوۡرَۃُ الۡمُدَّثِّر کی پہلی آیات کے چھ ماہ بعد تک) کی آخری سورۃ ہے سُوۡرَۃُ الۡقَدۡر جو قرآن کے نزول کی تاریخ اور کیفیت پر ایک گواہی ہے، مزید یہ اس مبارک رات میں لوگوں کو عبادت پر ابھارنے والی بھی ہے۔

۱۲: سُوۡرَۃُ الۡقَدۡر [۹۷—۳۰:عمّ]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿ۖ۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ؕ﴿ؑ۳﴾
تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۙ﴿ۛ۴﴾ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

آسمانی ادب] وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوعِ فجر تک [سُوۡرَۃُ الۡقَدۡر سے ماخوذ

تقدیروں کے فیصلے کیے جانے والی رات

وہ مبارک رات، شبِ قدر ہی تو ہے

جس میں خالقِ کائنات نے اِس قرآن کو نازل کیا ہے

قرآن کے نزول کا آغاز کیا گیا یا پورا قرآن جبریلِ امین کے حوالے کیا گیا

کہ پھر اُس میں سے حکمِ الٰہی کے مطابق

تھوڑا تھوڑا، موقع بہ موقع آیندہ ۲۳ برس تک آپ کے سینہ مبارک پر نازل کیا جاتا رہا۔

پس اے لوگو! تم کیا جانو کہ شبِ قدر کیا ہے؟

اپنی اہمیت کے لحاظ سے

قدر کی یہ رات ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے

فرشتے اور رُوح الامین اُس میں اپنے رب کے اِذن سے

سال آیندہ میں انجام پانے والے تمام فیصلے لے کر اُترتے ہیں

وہ رات سراسر سلامتی ہے

اپنے رب کے حضور جھکنے، عاجزی کرنے اور عفو و در گزر طلب کرنے والوں کے لیے

طلوعِ فجر تک۔

☆☆☆☆

سُوْرَۃُ التَّکْوِیْر اور سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَار

کلام مجید کی اندرونی شہادتوں اور اندازِ کلام کی بنیاد پر سُوْرَۃُ التَّکْوِیْر کی ابتدائی ۱۴ اور سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَار کی ابتدائی ۸ آیات کے بارے میں نزول پر تحقیق کرنے والوں کی یہ رائے ہے کہ یہ اجزا نبوت کے پہلے سال میں نازل ہونے والے اجزائے قرآنِ مجید سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں، باقی ماندہ حصے دور متوسط میں نازل ہوئے ہوں گے، ہمیں اس بات سے کافی حد تک اتفاق ہے۔ تاہم اِن کو یک جا تیسرے برس کی آخری سورتوں میں رکھنا مناسب معلوم ہوا ہے

نبی ﷺ کی دعوت کے پہلے چھ ماہ (شوال تا ربیع الاوّل نبوی سالِ اوّل) میں قرآن کی تعلیمات کا ایک مختصر تعارف اللہ کی توفیق سے مکمل ہوا۔ آنے والے باب میں ہم اُس دور میں ایمان لانے والوں کا مبارک تذکرہ جاری رکھیں گے (اِن شاءاللہ)، تاکہ دیکھا جاسکے کہ اِن تعلیمات سے فیض یاب ہو کر رسول اللہ ﷺ کے مدرسے سے کس پائے کے افراد تیار ہوئے، جنھوں نے ایک عالم میں اخلاقی، تہذیبی اور سیاسی انقلاب برپا کیا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا؟ یا صوتِ ہادی؟ - عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی!

☆☆☆☆☆